خدا یاد آئے جنکو دیکھ کر وہ نور کے پتلے۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہ فاضل حقانیہ وخلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ

نہ تو بندہ اس قابل ہے اور نہ ہمت کہ اپنے اکابر نور اللہ مراقدہم کے بارے میں کچھ تحریر کر سکے مگر میری مجبوری کچھ نہ کچھ لکھنے کی ہے کہ میرے مخدوم زادہ محترم و مکرم صاحبزادہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدہم کا حکم ہے اور برادر محترم ومکرم حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب حقانی مدظلہ کا اصرار ہے کہ تم ضرور کچھ لکھو کہ تمہارا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہٗ سے خصوصی تعلق رہا ہے۔ میں مضمون کی ابتدا، مرشدی ومولائی برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہم کی ایک مبارک تحریر سے کرتا ہوں جو انھوں نے اپنے اکابر قدس سرہم کے بارے لکھی ہے۔

"حامدًا ومصلیًا ومسلمًا" اس ناچیز کو بچپن ہی سے اپنے اکابر کے ساتھ محبت، عشق کے درجہ میں ہے بالخصوص جب سے حدیث پاک کا مشغلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے اپنے اکابر کے حالات کو جامع الکمالات سید الکونین فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع صفات میں سے کسی نہ کسی صفت کا پرتو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف شئون اور حالات میں سے کسی نہ کسی زندگی کا پرتو دیکھتا رہا اور جوں جوں حدیث پاک پر نظر بڑھتی گئی میرا یہ تجربہ بھی بڑھتا رہا اور اس وجہ سے میری محبت بھی اپنے اکابر نور اللہ العالی مراقدھم واعلی اللہ تعالےٰ درجاتہم سے بڑھتی گئی ؎

اولئك آبائي فجئني بمثلهم
اذا جمعتنا يا جرير المجامع

اور جس شخص نے ان کی صفات میں یہ اشعار کہے ہیں بالکل درست ہیں ؎

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نور کے پتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظلِ رحمانی
یہی ہیں وہ جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہیں کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
انہیں کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخندانی

(از اکابر کا تقویٰ مرتبہ حضرت اقدس صوفی محمد اقبال صاحب مدنی دامت برکاتہم)

بندہ کے نزدیک استاذ گرامی حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کے مصداق تھے ان کی زیارت زمانہ طالب علمی میں کئی بار ہوئی مگر مستقل زیارت کا شرف دورہ حدیث کے سال نصیب ہوا۔ یوں تو حضرت اقدس ہر ایک پر بے حد مہربان تھے ہر ایک یہی سمجھتا تھا کہ ساری محبتیں میرے ہی لیے ہیں مگر بندہ پر خصوصی شفقت کی ایک بڑی وجہ مجاہد ملت بطل حریت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی قدس سرہٗ کا بوقت داخلہ سفارشی خط مبارک تھا۔ سنہ ۷۰ء کے عام انتخابات میں یہ ناکارہ انتخابی مہم میں حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں مصروف رہا جبکہ یہ سال بندہ کے دورہ حدیث شریف کا تھا کچھ تاخیر ہوئی جس پر حضرت ہزاروی نور اللہ مرقدہ نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو درج ذیل سفارشی خط تحریر فرمایا تھا۔

حضرت مولانائے المعظم وسیدنا المکرم مولانا عبدالحق صاحب زید کرمہٗ ومجدہٗ۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! حامل عریضہ ہذا مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دورۂ حدیث شریف کے لیے آپ کے ہاں آرہے ہیں۔ انہوں نے مودودیت کے خلاف عظیم جہاد کیا ہے راولپنڈی میں جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر اور بانی تھے، بہترین کارکن ہیں اہل علم کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر تاخیر مانع ہو تو ان کو مستثنیٰ کر کے علم پروری اور بندہ نوازی فرمائیں، ان کا داخلہ ضروری ہے۔ باقی حالات اچھے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ سرحد میں جمعیۃ کی حکومت بنے گی۔ اطمینان رکھیں اور دعا جاری رکھیں اگر کسی وقت محترم رفیق خان تاج محمد خان صاحب سے مل لیا کریں تو اکابر کی سنت کے عین مطابق ہوگا باقی میں نے محترم حکیم صاحب نوشہرہ کو کہہ سن کر اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ اپنے محترم عزیز مولانا سمیع الحق صاحب سے بھی درخواست ہے کہ میری پیروی نہ کریں بلکہ ذرا سی نرمی اختیار فرمائیں، پشاور، مردان کی تقریروں میں ہم نے الزامات اور سباب کے پورے جوابات دیدیئے تھے ہمیں آپ کی دعا چاہیئے۔

فقط والسلام علی اہل المودۃ والمحبۃ واہل العلم وطلب العلم

(۸، جنوری ۱۹۷۱ء)

۲ - حضرت نور اللہ مرقدہٗ کی ساری ادائیں نرالی تھیں، آپ کا اخلاق، آپ کا کردار، آپ کا زہد، آپ کا علم، آپ کا حلم، آپ کا جذبۂ جہاد، آپ کا ورع وتقویٰ آپ کی خوف وخشیت اور سب سے بڑھ کر آپ کی عبدیت اور اخلاص وللہیت پر مبنی حیاتِ مبارکہ پر کوئی کیا لکھے گا اس کے لیے تو ایک دفتر چاہیئے۔

حضرت کا درسِ پاک :

حضرت اقدس کے حدیث پاک کے درس سے ان کے علم کے سمندر کا پتہ چلتا تھا۔ علم کے موتیوں کے ساتھ عجیب وغریب انوارات بھی ہوتے تھے اس منظر کشی کی مجال نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایک حدیث شریف پر کئی کئی گھنٹے علمی بحث فرماتے تھے، آپ جس ادب وعظمت کے ساتھ احادیث شریفہ کا درس دیتے تھے وہ بھی اپنی مثال آپ تھا دوران سبق جب آپ کے نورانی چہرہ پر نظر پڑتی تو وہ منظر بھی بڑا ہی روح پرور ہوتا تھا۔ حضرت نے ہمیں ترمذی شریف اور بخاری شریف جلد اوّل پڑھائی جبکہ بخاری شریف جلد ثانی اور مسلم شریف ہمارے بہت ہی شفیق اور قابل قدر استاذ اور حضرت کے خاص ساتھی حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب نور اللہ مرقدہٗ المعروف بہ صدر صاحب نے پڑھائی وہ بھی علم کے سمندر تھے، تواضع، حلم، تقویٰ اور ریاضت میں اسلاف کا نمونہ تھے ایک استاذ حدیث جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، بہت ہی ظریف الطبع تھے ان سے طحاوی شریف پڑھی تھی۔ فرحمہم اللہ رحمۃً واسعۃً۔ ہمارے حدیث پاک کے ایک استاذ حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فرید صاحب دامت برکاتہم تھے ان کے پاس ابوداؤد شریف تھی، آج بھی دارالعلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور مفتی اعظم ہیں۔ تبحر علمی کے ساتھ روحانیت کے بلند مقام پر ہیں آپ کے بہت سے خلفاء ہیں، ہمارے اساتذہ حدیث میں حضرت علامہ مولانا سید شیر علی شاہ صاحب دامت فیوضہم (حال شیخ الحدیث منبع العلوم وزیرستان بھی تھے)۔ حضرت کے ابتدائی اور خصوصی شاگردوں میں سے ہیں۔ علم وعمل میں اسلاف کا نمونہ ہیں ان کے پاس موطائین، ابن ماجہ اور نسائی شریف کتب حدیث تھیں۔ دارالعلوم حقانیہ (ثانی دیوبند) کا ماحول بڑا ہی نورانی تھا۔ حضرت اقدس سے لے کر ایک دربان تک سب ہی الحمدللہ اصحاب نسبت تھے۔ طلبہ کی اکثریت بھی انوار سے منور تھی ان اولیاء کرام کے ساتھ نماز باجماعت میں عجیب سرور ہوتا تھا۔ اب تک وہ روح پرور مناظر دل کی تسکین کا ذریعہ ہیں۔

حضرت کی عصر تا مغرب نورانی مجلس :

دارالعلوم کے قیام میں حضرت اقدس سے اتنی محبت ہوگئی تھی کہ بندہ عصر تا مغرب مستقلاً ان کی مبارک مجلس میں حاضری کو اپنا اہم سبق سمجھتا تھا۔

یہ مجلس حضرت اقدس کی مسجد اکوڑہ میں ہوتی تھی جہاں سے موجودہ دارالعلوم کا آغاز ہوا تھا حضرت کی مجلس کیا تھی ایک مرشد کامل کی نورانی خانقاہ تھی۔ بندہ کو کافی وقت پاؤں مبارک دبانے کا موقع ملتا تھا اس مجلس میں علمی باتوں کے علاوہ اصلاحی باتیں اور اکابر کے ایمان افروز واقعات بھی سننے نصیب ہوتے تھے اور ڈھیر ساری دعائیں بھی ملتی تھیں میری خوش نصیبی تھی کہ سعادت کی گھڑیاں نصیب ہوتی تھیں۔ اکثر وبیشتر حضرت اقدس کے ساتھ اس مجلس میں حضرت کے صاحبزادہ مخدوم ومکرم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہٗ ہوتے جو مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف رہتے تھے یہ حضرت کی برکت تھی کہ امتحان میں درجہ علیا میں کامیاب ہوگیا۔ عصر کی ان مجالس کی ایک جھلک "صحبتے با اہل حق" میں ضرور دیکھ لینی چاہیئے۔

چند سبق آموز واقعات :

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے سبق آموز واقعات کے لیے بھی ایک دفتر چاہیئے اس مختصر مضمون میں اختصار ہی ضروری ہے۔

دارالعلوم کے طلباء نے ایک بار کھانے کی وجہ سے ہڑتال کی یہ باتیں بعض نادانوں کی وجہ سے پیش آجاتی ہیں۔ الحمدللہ بندہ اس ہڑتال میں شریک نہیں تھا۔ معاملہ ناظم صاحب اور اساتذہ کرام سے حل نہ ہوا حضرت اقدس کو گھر اطلاع دی گئی، تشریف لاتے طلبہ دارالحدیث میں اکٹھے ہوئے لیکن غصہ سے لال پیلا تھے۔ حضرت اقدس نے پدرانہ شفقت کے فطری اور حقیقی انداز میں وعظ ونصیحت شروع کی اپنے زمانہ طالب علمی کے فقر وفاقہ اور زاہدانہ زندگی کے واقعات سنانا شروع کئے۔ بیان کے دوران حضرت اقدس کی منور آنکھیں بے قابو ہوگئیں اور طلباء بھی زار وقطار رونے لگے بس ہڑتال ختم ہوگئی اور اس کے بعد الحمدللہ پھر کبھی ایسا نہیں ہوا بڑے سے بڑا غصہ والا بھی حضرت کے اخلاق عالیہ کے سامنے موم ہوجاتا تھا بعض اساتذہ کرام حضرت کے پاس مستعفی ہونے کی غرض سے حاضر ہوتے اور مدعیٰ بیان کئے بغیر ہی واپس ہوجاتے یہ بات ایک بڑے مدرس صاحب نے مجھے خود بتائی تھی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ وفاق کے سالانہ امتحان کے موقعہ پر پیش آیا، محترم مولانا فیض علی شاہ صاحب مدظلہٗ ملتان کبیر والا سے نگران ممتحن بن کر تشریف لائے آتے ہی تمام طلباء کو جمع کیا۔ تقریر میں سخت ڈانٹ ڈپٹ کی۔ بندہ اور ان کا علاقہ ایک ہے جان پہچان بھی تھی مگر سختی سے ملاقات کرنے سے منع فرمایا طلبہ اس ڈانٹ ڈپٹ سے سخت رنجیدہ تھے امتحان کے بائیکاٹ کے نعرے بلند کئے اور غصہ کے ساتھ حضرت اقدس کی خدمت میں ان کے دولت کدہ پر حاضر ہوتے راستہ میں بددعائیں بھی دے رہے تھے۔ حضرت اقدس غالباً ساتھ ہی دارالعلوم تشریف لائے سب کو نرمی کی تلقین کی اور مہمان وممتحن کی حیثیت سے اکرام کی تاکید کی۔ سب کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور موم ہوگئے۔ لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ رات کو حضرت مولانا فیض علی شاہ صاحب کو درد گردہ کا شدید دورہ پڑا دو چار دفعہ ڈاکٹر صاحب بلائے گئے نماز فجر معمول کے

مطابق حضرت مفتی صاحب زید مجدہم کی عدم موجودگی کی وجہ سے مجھے پڑھانا پڑی نماز کے بعد ناظم صاحب نے ان کی صحت کے لیے دعا کرائی بندہ ان کی عیادت کو حاضر ہوا فرمایا کہ میں طلبہ کو آئندہ کچھ نہیں کہوں گا یہ لوگ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں اللہ مجھے معاف کرے۔

دارالعلوم کے ناظم حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ان کو دفنانے کے بعد علماء کرام سے دفتر بھرا ہوا تھا حضرت اقدس دفتر میں اپنی نشست پر جلوہ افروز تھے بندہ کو مخاطب کرکے فرمایا ابھی جنازہ سے واپسی پر ایک صاحب نے مسئلہ پوچھا۔ میں نے (حضرت اقدسؒ) کہا کہ یہ کس نے لکھا ہے شاید کشف ہوگیا ہو کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں یا کسی کم فہم کو حضرت شیخؒ کی تحریر پر عدم اطمینان تھا جس کے بارے میں حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی رائے لینا مقصود تھی اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا بھرے مجمع میں اس کے اظہار سے سب کی تربیت اور تنبیہ مقصود تھی۔ اس نے کہا حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے فرمایا کہ میں نے اس کو کہا کہ اچھا یہ حضرت شیخ نے لکھا ہے اور پھر بھی مجھ سے پوچھتے ہو" حضرت اقدس نے اس طرح یہ بات فرمائی کہ جس سے سب پر بے حد اثر ہوا، آج بھی بندہ کو وہ منظر یاد ہے۔ یہ تھا بڑوں کا بزرگوں پر اعتماد۔ جبکہ آجکل باشتثنے بڑوں پر بے اعتمادی سے اتھاہ گڑھوں میں گر رہے ہیں۔

ایک بار فرمایا حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر بخاری شریف دیکھنے سے ان کی تبحر علمی کا اندازہ ہوگیا میں بھی اس سے استفادہ کرتا ہوں۔

ایک بار فرمایا کہ حضرت شیخ کا گرامی نامہ آیا ہے کہ انہیں رحمۃ للعالمین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی لائن کی طرف خصوصی طور پر متوجہ فرمایا ہے اس کا تذکرہ بعد میں بھی کئی بار فرمایا کرتے تھے۔ ہم عصر لوگوں میں سے عموماً بالخصوص جبکہ وہ اہل قلوب میں سے ہوں کوئی تشریف لاتے تو عجیب سماں ہوتا ہوتا تھا ایک بار دربیہ شریف کے حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے درس حدیث پاک کے بعد دونوں آپس میں بغلگیر ہوئے کافی دیر معانقہ ہوا ایک دوسرے کے ماتھے اور ہاتھوں کو چومتے رہے۔ میں نے پہلی بار ایسی زیارت کی۔

فتنوں کا تعاقب:

یوں تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ملنسار اور ہر کسی پر شفیق تھے جو آپ کے اپنے شیخ مدنی نور اللہ مرقدہٗ کا عکس مبارک تھا مگر باطل فرقوں اور فتنوں کیلئے الصارم المسلول تھے۔ اسباق میں فتنوں کا بھرپور پوسٹ مارٹم کرتے تھے ــــ

چنانچہ درس حدیث میں دہریت، مرزائیت، پرویزیت، شیعیت، غیر مقلدیت، مماتیت، نیچریت، مودودیت اور خاکساریت کی مدلل تردید اپنے اکابرین کی طرح ہی فرمایا کرتے تھے اس میں کسی کی رو رعایت نہیں فرماتے تھے ان فتنوں کے رد میں حضرت اقدس کی مطبوعہ تحریرات موجود ہیں۔ ایک بار اکوڑہ خٹک کے ایک مناظرہ میں جو مرد قلندر حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا خاکساروں کے ساتھ مناظرہ تھا۔ اس مناظرہ کے صدر حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے آپ نے حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فیصلہ دیا اور باطل کو اس طرح میدان میں شکست فاش ہوئی یہ واقعہ دونوں بزرگوں سے میں نے خود سنا ہے۔

جو اکابر فتنوں کی بیخ کنی میں کوشاں تھے ان کی دعاؤں سے بھی مدد فرماتے تھے اور مکمل تائید بھی فرماتے تھے اس سلسلہ میں نمونۂ اسلاف محسن اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم کے بارے میں اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "میرے نزدیک تحریک خدام اہل سنت والجماعت کا تعاون ہر مسلمان پر لازم ہے اہل سنت والجماعت کے عقائد کے تحفظ کے سلسلہ میں اس جماعت کی خدمات قابل صد تحسین ہیں جماعت کے بانی اور امیر مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم امیر المومنین فی الحدیث مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ العزیز کے تلمیذ خاص اور آپ کے صحیح جانشین ہیں۔ حضرت قاضی صاحب کا مجاہدانہ ولولہ، بے مثال عزم تاریخ کا ایک زریں باب ہوگا۔ ملت اسلامیہ کا فرض ہے کہ حقیقی کلمۂ اسلام کے تحفظ کے لیے پیہم تگ و دو میں حضرت قاضی صاحب کی آواز پر لبیک کہیں اور اس دھرتی میں اسلام اور صحابہ کرامؓ کے دشمنوں پر عرصۂ حیات تنگ کردیں"۔

حضرت کا مسلک و مشرب:

آج کل فتن و شرور کا دور دورہ ہے نت نئے فتنے اور عقائد وجود میں آرہے ہیں اس لیے مناسب خیال کرتا ہوں کہ حضرت اقدس سرہٗ کے مسلک و مشرب کو بھی واضح کردوں آپ کا مسلک و مشرب وہی تھا جو آپ کے استاذ گرامی شیخ العرب والعجم حضرت مدنی نور اللہ مرقدہٗ اور دیگر اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا تھا جو کتاب المھند (المعروف بہ عقائد علماء دیوبند) میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ تمام حقانی فضلاء کو اپنے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح انہی عقائد حقہ پر مضبوطی سے قائم رہ کر ان کے ترویج میں کوشاں رہنا چاہیئے۔

جہاد افغانستان کے عظیم قائد:

جہاد افغانستان میں آپ کا عظیم قائدانہ کردار اب تو روز روشن کی طرح عیاں ہو چکا ہے آپ کے حقانی تلامذہ میں حضرت مولانا یونس خالص صاحب بالخصوص حضرت مولانا جلال الدین حقانی صاحب زید مجدہ فاتح خوست، جہاد افغانستان کے ہیرو ہیں۔ مولانا حقانی ہم سے غالباً ایک سال پہلے فارغ ہوئے تھے اور اس وقت دارالعلوم میں مدرس تھے ریاضت عبادات بھی خوب کرتے تھے حضرت کے مدنی فیض نے انہیں عظیم مجاہد بنایا بعد میں حضرت سے دعائیں اور مشورے لینے آیا کرتے تھے۔ جہاد میں بہت سے حقانی فضلاء اور طلباء

شہید ہوئے جس میں میرے ہم سفر ساتھی بھی شامل ہیں۔ فرحمهم الله رحمة واسعة۔

حضرت کا توکل علی اللہ:

حضرت اقدس کے قریب رہ کر ان کے توکل اللہ کا بھرپور مشاہدہ کیا یہ نعمت ہمارے اکابر کو خصوصی طور پر ودیعت ہوئی ہے وہ اپنے شاگردوں میں بھی یہی گوہر دیکھنا چاہتے تھے چنانچہ رجب ۱۴۰۱ھ کی تقریب ختم بخاری شریف میں دار العلوم کے فضلاء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہمارے فضلاء اب تک تو بڑے اطمینان سے وقت گزار رہے تھے مگر اب جاکر معاش کی فکر لاحق ہوگی۔ رہائش قیام شادی کے مسائل سامنے آئیں گے اب تک مدرسہ پر زور رہتا۔ تو یاد رکھئے جس اللہ نے ماں کے پیٹ میں رزق دیا۔ ڈھائی سال ماں کے سینہ سے دودھ دلوایا پھر اب تک اس جوانی میں کہ ہر طرح قحط مہنگائی وغیرہ کا دور بھی آیا مگر طلبہ دین علماء و فضلاء کی زندگی اب بھی متوسط لوگوں کے برابر یا اس سے بہتر ہے، اب گاؤں جاکر ہفتہ دس دن بعد عزیز و اقارب کہیں گے کہ تیار کب تک کھاؤ گے اب نکلو کھیتی باڑی کرو، کوئی کام سنبھالو لیکن اگر قرآن و حدیث کی خدمت کا دامن آپ نے تھام لیا۔ اللہ کی رضا کے لیے دین کی خدمت کے لیے کمربستہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ جس طرح اب تک اطمینان سے رزق دیتا رہا پھر بھی وہی حفاظت فرمائے گا۔ امام ابوحنیفہ ۱۵-۱۶ برس کی عمر میں منیٰ گئے اپنے والد کے ساتھ تھے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اردگرد جمگھٹا لگا ہے امام نے جاکر دیکھا نورانی بزرگ درمیان میں بیٹھے ہیں۔ کسی سے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا گیا کہ حضور اقدسؐ کے صحابی حضرت عبداللہ بن جزءؓ ہیں اور حدیث پڑھاتے ہیں، والد مجھے میری خواہش پر نزدیک لے گئے تو پہلی حدیث ان سے جو سنی اس کا مفہوم یہ تھا کہ جس کسی نے اللہ کی رضا کے لیے تفقہ فی الدین حاصل کر لی تو فکر معاش اور طلب رزق سے اسے بے فکر کرا دوں گا۔ تو اللہ نے آج تک جو مہربانی آپ کے ساتھ فرمائی کہ اپنے بندوں کے قلوب میں ڈالدیا کہ وہ تعاون کریں، بے فکر بنا دیا کہ آپ کے تعلیم کا موقع ملے تو اگر یہ سوچ لو کہ جو دین حاصل کر لیا اسے اب اوروں تک پہنچانا ہے اور بغیر کسی لالچ اور   کے، تو انشاء اللہ اب طالب العلمی سے بھی بڑھ کر اطمینان و بے فکری کی زندگی گھر میں اور باہر دنیا و آخرت کی اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔" (ماہنامہ الحق رمضان ۱۴۰۱ھ)

وصال مبارک:

یہ دنیا بہر حال فانی ہے اور ہر ایک کو یہاں سے کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت کوچ کرنا ہے البتہ ان جانے والوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ارتحال پر ایک عالم یتیم ہو جاتا ہے کہ موت العالم موت العالم۔ حضرت کا وجود اقدس بھی انہی مبارک اور مسعود ہستیوں میں سے تھا۔

آپ کے وصال کے دن بندہ اپنے آبائی گاؤں چھپر گرام ضلع مانسہرہ میں تھا۔ علی الصبح وہاں سے روانہ ہو کر راولپنڈی ہوتے ہوتے سنی کانفرنس بھیں چکوال میں شرکت کے لیے قصبہ بھیں پہنچا، تھوڑی ہی دیر بعد وہاں موجود حضرات نے یہ جانکاہ خبر سنائی جو انہوں نے ریڈیو پاکستان سے سُنی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تقریر کئے بغیر واپس راولپنڈی اور وہاں سے اکوڑہ خٹک پہنچا، اکوڑہ کے در و دیوار آج سوگوار تھے۔ علماء، صلحاء اور عوام جنکی اکثریت دیندار تھی کا سمندر تھا۔

اللہ کریم کا احسان ہے کہ حضرت قدس سرہ کے غسل میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی متبسم چہرہ بدن مبارک تازہ اور نرم کسی نے خوب کہا ہے۔

نشان مرد مومن با تو گوئم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

ایک مدنی عطیہ، سعادت خاصہ:

برکۃ العصر حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص، مخدوم العلماء، محبوب العارفین حضرت صوفی محمد اقبال صاحب مدنی زید مجدہ نے بندہ کو ایک خاص تحفہ عنایت فرمایا تھا۔ یہ مدنی عطیہ روضہ اقدس علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام کی جالی مبارک کی اندرونی مرمت کے موقعہ پر حاصل کی گئی خاک مبارک تھی۔ بعد از غسل سینہ مبارک پر چھڑکی۔ محدث کا سینہ تھا جو اسی سعادت کے لائق و مستحق تھا۔ حق بحقدار رسید۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میرے محسن مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر چھڑکا نصیب ہوئی کہ ان کے غسل میں بھی الحمد للہ شریک تھا۔ یہ مبارک خاک اُس خاک مطہر کے ہم نشین رہی تھی جو رحمۃ للعالمین فداہ روحی وابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے ساتھ متصل ہے۔ عارف شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی عطر بیز موقعوں کے لیے کہا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(بقیہ ص۱۱۲۷ پر)